عائشہ جاہت
۷ مئی، 2023ء

پی۔ایم۔ایس (پنجاب)
اردو کا پرچہ

سوال نمبر ۱۔ مضمون نگاری

موسمیاتی تبدیلی ایک عالمی مسئلہ ہے۔

موسمیاتی تبدیلی سے مراد موسم کی تبدیلی جو غیر معمولی اثرات پیدا کرتی ہے انسان اور اس کے گرد کے ماحول میں۔ یہ اثرات بہت معمولی سے لے کر جان لیوا بھی ہو سکتے ہیں۔

آج موسمیاتی تبدیلی ایک جان لیوا شکل اختیار کر چکی ہے۔ موسمیاتی تبدیلی کی لپیٹ میں ہر جاندار، انسان و حیوان، آبی، سطحی اور ہوائی مخلوق شامل ہے۔

دورِ حاضر میں ہم موسمیاتی تبدیلی کی بدولت ہونے والے سانحے دیکھ چکے ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر ہونے والے آسٹریلیا کے جنگلات میں لگنے والی آگ سے بے حد جانی نقصان ہوا ہے۔ جان کے ساتھ ماحول میں مزید آلودگی پھیلی، اور جہاں آگ نہ بھی تھی وہاں غبار نے انسان اور جانوروں کو سانس کے مسئلے سے متاثر کیا۔ آسٹریلیا میں اوزون کی جھلی بہت نازک ہے یہ اوزون کی جھلی انسانوں اور جانوروں کو سورج کی تپش سے محفوظ رکھتی ہے۔ اس جھلی کے کم ہونے سے سورج کی الٹرا وائلٹ لائٹ کی

کی شکل اختیار کرتے ہوئے جنگلات میں آگ
لگادی۔ یہ آگ کئی سو میل تک پھیلی۔ جس
کے باعث آس پاس کے رہائشی علاقے
بے حد متاثر ہوئے۔ جنگلات کے نقصان کے
علاوہ جانوروں کو بھی نقصان پہنچا۔
کئی روز تک امدادی کاروائیاں رواں رہیں۔
معاشی نقصان بھی ہوا۔
بالکل اسی طرح کینیڈا اور کیلیفورنیا میں
بھی ایسے واقعات درپیش ہوئے۔
~~اگر ہم ایشیاء کی طرف نظر دوڑائیں تو~~
~~بالخصوص ملک میں حالیہ~~
اگر ہم اپنے ہی ملک کی مثال لیں تو 2022
کے سیلاب ایک ~~نایاب~~ واضح تصویر
پیش کرتا ہے۔ پاکستان میں آئے ہوئے
سیلاب سے لاکھوں جانیں متاثر ہوئی
ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مویشی اور معاشی سطح
پر بھی نقصان ہوا ہے۔ پاکستان کے بڑھتے
ہوئے مسئلوں ~~کو~~ میں ایک اور اضافہ ہوا ہے
آئیے اب دیکھتے ہیں کہ ~~یہ ماحولیاتی~~
موسمیاتی تبدیلی کیسے جنم لیتی ہے۔
موسمیاتی تبدیلی ماحولیاتی آلودگی کی وجہ
سے جنم لیتی ہے۔ ماحولیاتی آلودگی انسانوں
~~کا جیسی~~ کا دیا ہوا تحفہ ہے۔
انسانوں نے دن بدن ترقی اور آسائش
اور آرائش کے نام پر دنیا اور ماحول

کا آبی کا سطحی اور ہوائی توازن برباد کیا ہے۔ پانی ارتھ کا ضیاع، پانی کو دوسرے طریقوں سے آلودہ کرنا کا کیمیکل اور پلاسٹک کو پانی، یعنی سمندر میں بہانا۔ پانی کے تازہ ذخیروں کو بے رحم دلی سے استعمال کرنا بھی اسی کا شامل ہے۔

سطحی طور پر ریڈیو ایکٹو ویسٹ کو دفن کرنا، جنگلوں کو کاٹنا، ذمینی ذخائر کو بغیر کسی روک ٹوک کے، غیر اخلاقی رویے اپناتے ہوئے خرید و فروخت کرنا۔ کیمیکل پیسٹیسائڈز کا استعمال۔ پلاسٹک کا استعمال وغیرہ سب شامل ہیں۔

ہوائی آلودگی کی سب سے بڑی تین وجوہات ہیں (CFCs) کیمیکل جو کہ آج کل بوڈی اسپرے سے لے کر ایئر فریج اور اے سی تک میں استعمال ہوتے ہیں۔ یہ اوزون لیئر کو کمزور کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ دھواں آگ اور گاڑیوں، ہوائی جہاز اور ٹریلر سے نکلتا ہے۔ جنگلات کی کٹائی کی وجہ سے آب و حیات اپنے مقرر کردہ قدرتی صفائی کا کام نہیں سرانجام دے پاتے۔

یہ تمام مسائل مل کر ایک غیر محفوظ ماحول پیدا کر رہی ہے جس کی وجہ سے گلیشیئرز پگھلتے ہیں، موسم اپنے مقرر کردہ وقت سے پہلے یا غیر معمولی طریقے سے بدلتا ہے۔ کہیں بارشیں کم ہوتی ہیں کہیں زیادہ۔

زیادہ بارشوں کی نسبت کاشتکاری متاثر
ہوتی ہے اور کم بارش سے خشک سالی پیدا
ہوتی ہے۔ گلیشیئر پگھلتے ہیں اور زیادہ
بارشوں کی بدولت سیلاب آتے ہیں
اوزون کی جھلی کمزور ہو رہی ہے سکن
کینسر کا خدشہ بڑھ جاتا ہے۔
جنگلات اور سبزہ زار کی کمی ہے سموگ
بڑھتی ہے اور آنکھوں اور سانس
کے مسئلے پیدا ہوتے ہیں۔
ان سب کے علاوہ جغرافیائی مسائل میں
اضافہ ہوتا ہے اور آنے والے وقتوں میں
ذرائعوں کی قلت اور بڑھتی ہوئی آبادی
ایک سنگین مسئلہ ہے۔
ان سب باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے
سیاستدانوں نے موسمیاتی تبدیلی پر
قابو پانے کے لیے نئی ٹرسٹ اور
پالیسی بنائی ہیں۔ بین الاقوامی
سطح پر COP27 اور SDG جیسی
میٹنگز منعقد کی گئی ہیں جن میں
عالمی طور پر ان مسائل کا خاتمہ کرنے
کے لیے رہنما منزل کے علاوہ اقدامات
اپنائے ~~[illegible]~~ لیے گئے بہتر ہوئے ہیں۔
قومی سطح پر ون یوز پلاسٹک،
فاسٹ فیشن، پبلک ٹرانسپورٹ کو
ترجیح دینا، پانی کو اعتدال سے استعمال
کرنا، جنگلات کی کٹائی پر روک تھام

اور فصلوں کی رہائشوں کو آگ لگانے پہ
پابندی عائد کی گئی ہے۔
پاکستان میں انفرادی طور پر بھی اچھے
اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ جس میں نئی
نئی بزنسز متعارف ہو رہے ہیں جو ایکو فرینڈلی
اشیاء فروخت کرتے ہیں۔
اس میں موسمیاتی تبدیلی کی مہم میں گریٹا
تھنبرگ ایک اہم شخصیت ہے جو اسکول
جانے کی عمر میں دنیا کا دورہ کرتی ہے اور
ماحول کی بربادی کے خلاف مزاحمت کرتی
ہے۔
اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے
کہ کم عمری میں ایک بچی کو دنیا کی
سطح پر اپنے آنے والی نسل کی فکر ہے
بلحاظ ہمیں اپنے آنے والی نسلوں کی
خاطر اس دنیا کو ان کے لیے ایک
محفوظ سیارہ بنانے کی ضرورت ہے۔

(6)

سوال نمبر دو۔ تلخیص

بر صغیر میں فارسی زبان کا مستقبل؟

دلی ایک قدیم شہر ہے اور اس کو ہر دورِ حکومت میں دار سلطنت کا عہدہ ملا ہے۔ دلی نے غوریوں، لودھی، پٹھانوں اور مغلوں کے دورِ حکومت میں کئی زبانوں کے رنگ دیکھے ہیں۔ مسلمانوں کی حکومت کے دوران اس وسیع سلطنت میں ہر زبان کا باشندہ رہا ہے جنھوں نے آپس میں تفریق کے باوجود ہم آہنگی کے ساتھ گزر بسر کیا ہے۔ کئی زبانوں کے درمیان ایک زبان کو خاص اہمیت حاصل ہو۔ دور اکبر میں فارسی کا بول بالا ہوا ~~جو~~ اور ساتھ ہی علم و ادب کو بھی سراہا گیا۔

سوال نمبر 3۔ جملوں کی اصلاح۔

۵- دہی کڑوا ہے۔

3- نہ کھانا ہی کھایا نہ پانی ہی پیا۔

٦- در حقیقت وہ سچا ہے۔

6- یہ بڑھیا بڑی چالاک ہے۔

8- نکتہ چینی مت کرو۔

(٦)

٩- وظیفہ

٥- طلباء سے اس وقت کی پابندی کریں۔

١٠- دشمن کو اپنے موت کے گھاٹ اتارا۔

٦- ان کے سموسے اچھے ہیں۔

سوال نمبر ٦ = محاورات کے جملے۔

(1) پھولے نہ سمائے =
پی۔ ایم۔ ایس کا پرچہ پاس ہونے
پر علی پھولے نہ سمایا۔

(2) ناک کٹنا =
راز فاش ہونے پر احمد کی تمام برادری
میں ناک کٹ گئی۔

(3) سانچ کو آنچ =
علی احمد کے گھر میں رہائش پذیر تو
بھی رہا اور اپنے مالی نقصان کا بدلا بھی لیا۔
سانچ کو آنچ بھی نہ آنے دی۔

(4) سینہ سپر = ٹیم کی کامیابی دیکھ کر
اس کے والدین کا سینہ سپر ہوگا۔

(5) ڈوبتے کو تنکے کا سہارا =
سعد الرشید کی رقم ملنے کے بعد ڈوبنے کو تنکے
کا سہارا ملی تھی ان کی فیس جمع ہو سکی نہ ہیں کا پل

(1) گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے =

مہمانوں کے سامنے بچی خوب تعریفیں بٹور رہی تھی کہ انکی چار سال کی بیٹی نے بتایا کہ کھانا ہوٹل سے منگایا ہے۔ سچ کہتے ہیں کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔

سوال نمبر 6 = ترجمہ

تیز رفتار سے بدلتی دنیا میں، ماڈرن سائنس اور ٹیکنولاجی پر عبور کر کے ملک کا مقدر ڈھالا جا سکتا ہے۔ اور یہ ملک کے ترقیاتی منصوبوں کی فلاح و بہبود کا سبب بن سکتا ہے۔ ٹیکنولاجی میں بڑھتی تبدیلیوں کے باعث انسان کا فرد باتی وسائل پر انحصار کم ہوا ہے۔ عالمی سطح پر ہونے والی تیز رفتار ایڈوانسمنٹ کی بدولت ٹیکنولاجیکل ترقی کے ذریعے انسانی زندگی کے روز مرہ کام میں آسانیاں در پیش ہیں۔ سب سے بڑھ کر انسانی زندگی کو بہتر بنانے والی تمام کوششوں کو یکجا کرنا عالمی سطح پر اہمیت کی حامل ہے۔ سائنسی انکشافات انسانی کوششوں کے ذریعے ٹیکنولاجیکل معارکوں کی شکل اختیار کرتی ہے۔ جو کہ بالآخر انسانی زندگی میں موثر کردار کا باعث بنتی ہے۔

سوال نمبر 5: تشریح =

(الف) کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر
نیم کش کو

یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار
ہوتا۔

شاعر کا نام: میر تقی میر۔

الفاظ معانی: نیم = آدھا ، کش = نشانہ
خلش = تکلیف / خارش۔

تشریح: شاعر اس شعر میں اپنے محبوب
سے مخاطب ہے۔ شاعر اپنے محبوب کی ادا کو بیان
کر رہا ہے۔ شاعر بیان کرتا ہے کہ اگر محبوب
کی ادا یا ملاقات کا وعدہ یا ملاپ مکمل
ہو جاتا تو دل میں درد نہ ہوتا۔ جبکہ محبوب
نے شاعر کی اس وصل کی خواہش کو ادھورا
چھوڑ دیا ہے۔ جس کے باعث شاعر ایک
تکلیف میں مبتلا ہے۔ جو کہ محبوب
اشارہ ہوا وغیرہ کا ملاقات کا یا ملاپ
پورا کر دیتا تو شاعر کو یہ رنج نہ ہوتا۔
شاعر اسی تکلیف کو جسمانی تکلیف کی
تشبیہ دیتا ہے۔ کہ اس کی حالات جنگ کی
میں زخمی کسی ایسے جوان کی سی ہے

~~[illegible]~~

جو جنگ میں ایسا زخمی ہوا کہ نہ مرا
نہ لڑنے کے قابل رہا۔ اگر وہ مر جاتا تو
شہید ہو جاتا۔ لیکن ایسے زخم کے صرف اسی
نے تکلیف اور محتاجی پائی۔
اسی طرح ایسے اگر عشق حقیقی کی رو سے
دیکھا جائے تو ایک ولی یا فقیر دوست
انسان اللہ سے ملاقات کا منتظر ہے۔
اور انسان ویسے بھی تمام عمر اس
دنیا میں بے چین زندگی ہی گزارتا ہے
اس کا اصل مسکون قبر اور منزل اللہ سے
وصال ہی ہے۔ خالق حقیقی کی جستجو
میں بھی انسان زندگی کی دشواریوں میں
مبتلا رہتا ہے۔
روز مرہ زندگی میں بھی ہم شاعر کے تجربات
کو دیکھ سکتے ہیں۔ عام زندگی میں جب
ایک آرزو پوری نہیں ہوتی تو انسان مایوسی
اور افسردگی کی حالت اپنا لیتا ہے
انسان جب کسی چیز کی خواہش کرتا ہے
تو حساس ہو جاتا ہے۔ اس کا دل دماغ
جسم اسی خواہش کے حصول میں کوشاں
ہوتا ہے۔ اس خواہش کا پورا ہونا یا
ادھورا رہ جانا انسان کو شاک دیتا ہے
مرزا اسی شعر سے یہ محسوس کرتا
ہے اور اندرونی طور پر سمجھتا ہے۔

(ب) ذہن پہ ہیں ان کے گماں کیسے کیسے
کلام آتے ہیں درمیاں کیسے کیسے

شاعر کا نام: غالب

الفاظ معانی:- گماں = خیالات / وسوسے
کلام = شکوے / باتیں۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر ہمیں اپنے محبوب کے خیالات اور اس کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پر حیرانگی اور طنز و مزاح کر رہا ہے۔ غالباً شاعر حیران بھی ہے اور پریشان بھی کہ اس کا محبوب یا عزیز کے دل میں کیا سوچ رکھتی ہے جس کے باعث اس نے ایسی کلام کو اپنی زبان پر لایا۔ اس کے علاوہ اور کیا کیا شکوہ شکایتیں یا بدگمانیاں اس کے دل و ذہن میں رکھتی ہیں جو اس نے لفظوں کے ذریعے اظہار کیا ہیں۔ شاعر سوچنے پر مجبور ہے کہ کیا آیا ان کی حد اور انتہا اس کے بیان کردہ لفظوں تک ہی محدود ہے یا وہ کسی اور ذہنی دنیا کا شکار ہے۔ اسی شعر سے ہم اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ رشتہ داری نبھاتے ہوئے بہت بدگمانیاں یا شکوے اپنے دل میں

لیے رہتے ہیں۔ جو کسی بھی معمولی اونچ
نیچ کے باعث بدکلامی کا اختیار کرتے ہیں۔
اس لیے یہ ضروری ہے کہ انسان اپنے رشتوں
میں گفتگو کا عمل کو ترغیب دے۔ دل میں
بسنے والے بدخیالات اور پیدا ہونے وسوسوں
کو ختم کرنے کے لیے کوشاں رہوں۔
تلخ کلامی رشتوں کی ڈور کو کچا کر دیتی
ہے۔ یہ زبان پہ دلی سوچ مثبت کرے
شیطان کو رشتہ ہی دیتی ہے کہ میاں
بیوی، بہن بھائی، اولاد اور والدین کے
درمیان دراڑ پیدا کرتی ہے۔ یہ دوری
کی بنا کا باعث اگر وقت پر اظہار کر دی جائیں
تو انسان بہت برائیوں سے بچ سکتا ہے۔
بالکل اسی طرح بین العقوامی سطح کے
مسئلے بھی آج تک شبل شکل سے کبھی حل
ہوتے ہیں۔ تاکہ ایک دوسرے کو دشمن
تصور کرے۔ کہ انسان اس دنیا میں
باہمی تعلقات قائم کرکے ہی زندگی بسر کر سکتے
ہیں۔

۲) لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے۔
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے۔

شاعر: آتش حیدری

شرح:

اس شعر میں آتش زندگی کی حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے۔ شاعر بیان کرتا ہے کہ ~~زندگی~~ دنیا میں انسان بنا اپنی مرضی کے قدم رکھتا ہے اور فوراً زندگی کی آزمائشیں اسے گھیر لیتی ہے۔ وہ ان آزمائشوں کا مقابلہ کرتا ہے اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ موت آجاتی ہے بے شک اسی نے زندگی کی جستجو ہو یا نہیں موت اسے لے جاتی ہے۔

تمام روحیں اللہ کے کن کی محتاج ہیں۔ انسان روحوں کے سمندر میں کھیل رہا ہوتا ہے۔ بنا کسی تکلیف یا احساس کے لیکن یکدم اللہ کے حکم سے بے خبر زندگی سے دنیاوی زندگی کا سفر طے کر رہا ہے۔ لہٰذا اپنی زندگی میں قدم رکھنے کا اختیار انسان کے پاس نہیں ہوتا۔ جو انسان زندگی میں آ ہی جاتا ہے تو انسان دنیا کے مد بھیڑوں کو دیکھتا ہے۔ بچپن میں بہار کے موسم سے خوب لطف اندوز ہوتا ہے۔ بے خبر ہوتا ہے۔ سادہ چیزوں سے تفریح حاصل کرتا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے بہار، گرمی کا موسم میں بدل

ہو جاتی ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ
شخص کی زندگی میں جب دنیا اپنی کشش
میں دلچسپی ہے۔ زعفرانی میں اعلیٰ عمر
نوکری دھوکہ دینے کی دوڑ، دمڑے داریاں
اور دھوکے۔ اسی کی تپش رکھ عمر جاتی
ہے۔ اور انسان جھلسا جاتا ہے۔ پھر آتا
ہے برسات کا موسم جب یہ آگ بجھ جاتی
ہے۔ سب خواہشات ٹھنڈی ہو جاتی ہیں
اور انسان ایک سیدھی پٹری پر چلتا ہے
خود کو بچاتے ہوئے ہے موسم دوقدم سرد
ہوتے جاتا ہے جہاں انسان کی دلی کیفیت
ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ سب خواہشات
دب جاتی ہے۔ انسان کا مزاج بھی
سرد اور لاپرواہ ہوتا ہے۔ دنیا کی لذتوں
سے، لغزشوں سے، مشکلات سے
بالآخر آتا ہے موسم خزاں کا جو انسان
کو موت کے گھاٹ اتارتی ہے۔ یہ پت جھڑ
کا موسم ہوتا ہے۔ جب پتے گرتے ہیں
درخت بے جان ہوتے ہیں اسی طرح انسان
بھی اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے
یہ دنیا کا دستور ہے اور قدرت کا
حسن میں انسان کا اپنی خوشی یا مرضی
کا عمل دخل نہیں ہوتا نہ ہی اختیار رکھتا ہے۔
غرض یہ ہے انسان ان معاملات اور حالات
بے بس ہے۔ اور اس نے اپنی حقیقت کو
تسلیم کر لیا ہے۔